OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

جمالیات سے متعلق نصیر احمد ناصر کے نظریات: "حسنِ تفسیر" کا اختصاصی مطالعہ

Naseer Ahmad Nasir's Thoughts on Aesthetics: A Study of "*Ḥusn-e-Tafseer*"

Tahira Munawar
Doctoral Candidates Islamic Studies, University of Education Lahore/Administrative officer, University of Education Lower Mall Campus. Lahore
Tooba Khalid Noori
Doctoral Candidates Islamic Studies, University of Education, Lahore
Saba Aorangzaib
*Doctoral Candidates Islamic Studies, University of Education Lahore/*Lecturer Islamic Studies G.G.C for Women Baghbanpura, Lahore

Abstract

Aesthetic is concerned with beauty or the appreciation of beauty. It is used to talk about beauty or art and people's appreciation of beautiful things. Its value can be defined as sensation or feeling of enjoying beauty. Every human will have the value of aesthetics or aesthetic sense that one get to enjoy whatever he sees in his daily life. As a study it aims at the understanding of beauty that is prescribed in front of us. It is not just expressing, enjoying beauty our inner emotions are connected to pursuit of beauty in all its means. In this article Dr. Naseer Ahmad Nasir view on Aestheticism are described who is a notable Islamic Scholar & philosopher from Pakistan. He wrote numerous books on aesthetics including Husn- e -Tafseer in three volumes. His important contribution to philosophy was research on Aesthetics. He tries to explore the Holy Quran with

CC BY

reference of Philosophy of Aesthetics. He claims that it is a unique effort because his work is matchless throughout the Muslim World. Actually, aesthetic is successful attempt to view and to discover the beauty of universe. Human being is part of its beauty and Holy Quran invites this creature to create a very beautiful society to live in. He tries to put before the world this aspect of Holy Quran.

Key Words: Aesthetics, Appreciation, Sensation, Philosopher, Creature

تمہید

بر صغیر میں جب تفاسیر کے مناہج کا وجود سامنے آیا ان میں مدرسہ تفسیر بالماثور مدرسہ تفسیر بالنظم مدرسہ تفسیر بالرائے المحمود اور مدرسہ تفسیر بالرائے المزموم ہیں عہد کبیر میں لکھی جانے والی تفاسیر میں ڈاکٹر نصیر احمد ناصر کی حسن تفسیر ایک عمدہ کاوش ہے جو عہد جدید کے تقاضوں کے مطابق لکھی گئی ہے۔ صاحب تفسیر نے ادبی انداز میں قران میں بیان کیے گئے کائنات کے حسن و جمال کو بیان کیا ہے تفسیر ہذا میں ضعیف تفسیری روایات سے احتراز کیا گیا ہے۔ قرانی تشریحات میں جمالیاتی فلسفہ شامل ہے الفاظ کے استعمال میں خوبصورتی ہے ڈاکٹر نصیر احمد ناصر کی تحریر فرمودہ تفسیر حسن تفسیر کے نام سے موسوم ہے جو دنیائے اسلام میں شہرت کی حامل ہے نیا انداز تفسیر ہے زبان و انداز نہایت عمدہ ہے قرانی تشریحات میں جمالیاتی فلسفہ شامل کیا گیا ہے الفاظ کے استعمال میں خوبصورتی ہے نت نئی تراکیب استعمال کی گئی ہیں۔ڈاکٹر نصیر احمد ناصر کا خاص موضوع اسلام اور جمالیات ہے انہوں نے اسلام اور خصوصا قران میں جمالیات کی تلاش کو اپنی تحقیق کا موضوع بنایا ان کی ایک اہم علمی کاوش جمالیات قران حکیم کی روشنی میں تاریخ جمالیت، شیطان کا جمالیاتی فریب ،فلسفہ حسن جمالیات پر ڈاکٹر صاحب کی متعدد تصانیف موجود ہیں ڈاکٹر نصیر احمد ناصر کی تحریر فرمودہ قران کریم کی تفسیر حسن تفسیر دنیا اسلام میں انفرادیت کے شرف کی حامل ہے ان تمام خوبیوں کے پیش نظر اب یہ تفسیر اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ عوام الناس میں اس کے فہم و اسلوب کو واضح کیا جا سکے تا کہ جن مقاصد کے لیے یہ تفسیر لکھی گئی ہے وہ مقاصد حاصل ہو سکیں۔اس مقالے میں کوشش کی گئی ہے کہ حسن تفسیر کی عصری تقاضوں کے تناظر میں علمی، عملی اور عصری افادیت کا جائزہ لیا جا سکے اور حسن تفسیر میں جمالیات کے مختلف پہلوؤں سے عوام الناس کو روشناس کروایا جاسکے۔عنوانات کو الگ تحریر کر کے جمالیاتی پہلوؤں کا جائزہ لیا گیا ہے۔ تا کہ آج کے اس سائنسی تعلیمات کے ماحول میں ڈاکٹر نصیر احمد ناصر کے جمالیاتی فلسفہ کی تعلیم کو متعارف کروا کے لوگوں کا دنیا کو دیکھنے کا زاویہ بہتر بنایا جاسکے۔

جمالیات کا مفہوم

جمالیات سے مراد فلسفہ کی وہ شاخ ہے جس میں حسن اور اس کے لوازم سے بحث کی جاتی ہے انگریزی میں جمالیات کا مترادف Aestheticism ہے۔ Webster Dictionar کے مطابق Aestheticism کی تعریف:

> "The doctrine that the principles of beauty are basic and that other principles (as of the good or right) are derived from them. Aesthetic is the branch of philosophy that aims to establish the general principles of arty and beauty. [1]"

جمالیات فلسفہ کی ایک شاخ ہے جس کا مقصد خوبصورتی کے عمومی اصولوں کو قائم کرنا ہے۔اس نے بیسویں صدی میں ایک مستقل مضمون کی حیثیت اختیار کر لی تھی۔ جمالیات میں حسن و فن کی حقیقت و ماہیت اور دیگر متعلقہ مسائل سے بحث کی جاتی ہے اور دوسری طرف ادبی تنقید اور ثقافت سے ملی ہوئی ہیں ڈاکٹر نصیر احمد ناصر حسن و فن کی ماہیت کو ایک فلسفہ میں پروتے ہیں جس کے مطابق وہ خدا اور اس کی تخلیق کردہ کائنات کے جمالیاتی پہلو کو بطور خاص اجاگر کرتے ہیں ان کے نزدیک انسان اور اللہ کے رشتے کی نوعیت بھی جمالیاتی ہے کائنات کی ہر شے کو اللہ نے حسین اور خوبصورت بنایا ہے اور انسان رب کریم کا سب سے زیادہ حسین اور کامل تخلیق شاہکار ہیں اس ضمن میں نصیر احمد ناصر لکھتے ہیں: "ہمیں یہ اصلِ عظیم یاد رکھنا چاہیے کہ قران عظیم جو خود نور ہے انسان کے حسی قلبی نفسی نظام کے نور یا جمالیاتی شعور کا اہتمام کرتے رہنا اس کے مقاصد جلیلہ میں سے ہے تمام ہر گز کمال کے نقطہ متناہیت پر نہیں بلکہ اس کے اغاز کے نقطہ نو پر دلالت کرتا ہے وجہ یہ ہے کہ انسان کا معروض حسن و عشق اللہ سبحانہ و تعالی ہر ان اپنی جمالیاتی تخلیقی فعلیت میں اپنی نمود رکھتا ہے۔ اہل عشق و وفا جو اس کی ہم نظری اور ہم کلامی اور تقرب رضوان کی آرزو رکھتے ہیں اپنے نور کے اہتمام میں مسلسل یا جمالیاتی شعور کے ارتقائے مدام میں ہمیشہ کوشاں رہیں گے اور اس کا وسیلہ آج بھی قران مجید ہے اور کل بھی قران مجید ہی ہو گا یہ یاد رہے کہ جمالیاتی شعور کا ارتقا عبارت ہے قرب الی اللہ اور طرفہ درجات سے جس کا سلسلہ لامتناہی ہے۔"[2]

نصیر احمد ناصر نے انسان اور خدا کا رشتہ عشق سے استوار کیا ہے جس میں جمالیات کا عنصر غالب ہے اس طرح خالق و مخلوق میں قرب کی بنیاد ڈر یا خوف کو نہیں بلکہ لگاؤ اور محبت کو قرار دیا ہے۔ اس بات میں کوئی شبہ نہیں کہ اللہ پاک بہترین خالق ہے اور انسان اس کی بہترین مخلوق ہے۔ اور خالق و مخلوق کا یہ تعلق حسن سے عبارت ہے۔ حسن تفسیر میں ایک اور مقام پر ناصر مزید لکھتے ہیں: " قران مجید رب ذوالجلال والاکرام کا کلام آخر اور زندہ معجزہ ہے۔ زندگی جو احسن الخالقین کی تخلیق بالحق ہے عبارت ہے حسن و عشق سے۔ قران مجید آئینہ حسن و عشق ہے حسن حقیقت ہے اور اس میں عشق مضمر ہے حسن و عشق میں جذب و انجذاب کی قوتیں پائی جاتی ہیں جن کے جمالیاتی تصادم سے حیات و ممات اور کائنات معرض وجود میں آتی ہے اور ان کے نظارے اور ہنگامے پرورش پا رہے ہیں۔"[3]

حسن کے متعلق نظریات تین دبستانوں میں تقسیم کیے جا سکتے ہیں پہلا معروضی دبستان ہے جس کے نزدیک اپنا ایک مستقل وجود رکھتا ہے لہذا وہ ناظر و شاہد ہے جبکہ دوسرے دبستان جسے موضوعی دبستان کہتے ہیں اس کے نزدیک یہ دعوی غلط ہے وہ کہتے ہیں حسن اپنا کوئی مستقل وجود نہیں رکھتا جبکہ وہ قائم بالموضوع ہے یعنی وہ انسان کی اپنی موضوعی یا ذہنی تخلیق ہے تیسرے دبستان کے نزدیک حسن موضوعی اور معروضی بیک وقت ہے کیونکہ حسن باوجود خارج میں اپنا مستقل وجود رکھنے کے ناظرین اور شاہد موضوع کے بغیر بے حقیقت ہے اس لیے یہ دبستان حسن کی خارجی اور داخلی دونوں حیثیتوں کو تسلیم کرتا ہے۔ جن حکماء نے اپنے افکار و تصورات سے جمالیات کو مزین کیا ہے۔ ان میں سقراط، افلاطون، ارسطو، فلاطینس، کانٹ، ہیگل، ہارٹ مان، رائٹ ہیڈ اور اقبال جیسے مفکر شامل ہیں۔

تفسیر حسن تفسیر

حسن تفسیر تین جلدوں پر مشتمل ہے۔ فیروز سنز لاہور نے اسے پہلی بار شائع کیا اس میں سورۃ فاتحہ کی تفسیر بیان کی گئی ہے۔ جلد دوم میں دوسری سورہ بقرہ کی پہلی 39 آیات کی تفسیر بیان کی گئی ہے اس سے اگے کی ایات اور سورتوں کی تفسیر شائع نہیں ہوئی۔ چنانچہ یہ ایک نامکمل تفسیری کاوش ہے لیکن اس کے باوجود اس کی اہمیت کم نہیں ہوئی اس نے تفسیر کی پہلی جلد میں ایک بسیط مقدمہ اور ایک دیباچہ شامل ہے۔ مقدمہ میں قران کریم کو سمجھنے کی شرائط پر بحث کی گئی ہے۔ جبکہ دیباچہ میں قران پاک کی

اہم خصوصیات معنوی اساسیات اعجازات اور عجائبات اسلام کے نظام تعلیم و تربیت اور قران کریم کے لغوی فار مولے پر منفرد مباحث پیش کیے گئے ہیں۔ دوسری جلد میں سورہ بقرہ کی تفسیر بیان کی گئی ہے لیکن اس میں بھی ایک ابتدائیہ حرف اول و آخر کے نام سے ملتا ہے جو اور اس میں انسان نظام صلوٰۃ دین نے اسلام کے اصل اصول علم اور اخلاقی رزائل پر بحث کی گئی ہے۔ تیسری جلد کے آغاز میں بھی ایک ابتدایہ حرف مہرمانہ اور بنیادی اصطلاحات قران شامل ہیں علمائے کرام تفاسیر کی ایک درجہ بندی تفسیر بالماثور اور تفسیر بالرائے کے تحت کرتے ہیں۔ جہاں تک اس کا تعلق ہے کہ زیر تبصرہ تفسیر کو ان میں سے کس درجہ میں شامل کیا جائے تو تفسیر ہذا کا بغور جائزہ بتلاتا ہے کہ تفسیر میں تفسیر القرآن بالقرآن کے اصول کی پیروی کی گئی ہے کہ مفہوم اور معنی میں تضاد پیدا نہ ہو مستند احادیث کے حوالے سے بھی کثرت حوالے بھی کثرت سے دیے گئے ہیں اور مفرد الفاظ کی تشریح مستند عربی لغات کی روشنی میں کی گئی ہے جن میں المفردات، تاج العروس، لسان العرب، مصباح اور قاموس جیسی اس تفسیر کو تفسیر ماثورہ کی صف میں شامل کرنا مشکل ہے۔ کیونکہ اس میں آیات قرآن کی تشریحات میں فلسفہ جمالیات سے بے حد مدد لی گئی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ اس پہلو سے اوّلیات اور انفرادیت کا دعوی ہی اسے تفسیر ماثورہ کی بجائے تفسیر بالرائے کی حدود میں لے آتا ہے۔ چنانچہ اس تفسیر کو تفسیر برائے محمود میں شامل کیا جائے گا حسن تفسیر کی زبان اور انداز بیان بھی عمدہ ہے ڈاکٹر نصیر احمد ناصر صاحب طرز ادیب ہیں جس کی پیروی آسان نہیں طویل جملے اور نسبتا مشکل الفاظ جگہ جگہ نظر اتے ہیں۔ لیکن اس خوبصورتی سے استعمال کیے گئے ہیں کہ تفسیر کو ناظرین کے لیے زیادہ بوجھل نہیں بناتے۔

حسن تفسیر میں استعمال ہونے والی تراکیب

سرطان ایک موزی بیماری ہے جو انسان کو المناک انجام سے دوچار کرتی ہے متذکرہ تفسیر میں نفسی سرطان، بشری سرطان، معاشرتی سرطان، سرطان زدہ ماحول جیسی تراکیب استعمال کر کے مخصوص معنی کا ابلاغ کیا گیا ہے۔ اس طرح انسان دشمن سرطانی ادارے کی ترکیب ظاہری معنوی اعتبار سے عروج پر ہے۔ انگریزی اصطلاحات کا ترجمہ بھی بڑا جابرستی اور مہارت سے کیا گیا ہے مثلا جمالیاتی ورائی Aesthetic Transcendent[4] نفسیاتی جمالیاتی لمحہ Psycho Aesthetic Moment[5] جمالیاتی تخلیقی فعلیت Aesthetic Creative Activity[6] متذکرہ تفسیر میں اردو اور عربی اشعار بھی نظر آتے ہیں۔[7] اقبال کو خصوصا مد نظر رکھا گیا ہے مصنف کے نزدیک اقبال ماہرین نے جمالیات کی فہرست میں شامل ہیں۔ اس کے علاوہ غالب، طفیل ہوشیار پوری اور غنی کشمیری کے کچھ اشعار بھی درج کیے گئے ہیں۔[8] کچھ عربی اشعار بھی تفسیر کی زینت ہیں۔[9]

حسن تفسیر کا تفسیری اسلوب

اس میں معروف انداز اپنایا گیا ہے اس بارے میں مصنف نے خود واضح کیا ہے پہلے قران مجید کی ہر آیات جمیلہ اور جلیلہ کا ترجمہ دیا گیا ہے پھر تفصیلی اور ترجمہ اس کے بعد ہر آیت کے الفاظ کی شہرہ آفاق لغات کے حوالے سے تشریح اور انہی الفاظ کی تشریح خود قران مجید تشریحات کی روشنی میں ہر آیت کی علیحدہ علیحدہ تفسیر کی گئی ہے آخر میں اس کی تکمیل و تحسین مستند حوالے نادر احادیث طیبہ سے کرنے کی مقدور بھر کوشش کی گئی ہے۔[10]

حسن تفسیر میں جمالیات

صاحب تفسیر نے حسن کی حقیقت کو اجاگر کیا ہے اور عشق کو یعنی عشق الٰہی کو جمالیات کے اس فلسفہ کا راز بتایا ہے نصیر احمد ناصر کا یہ انداز متاثر کن ہے پوری تفسیر میں اس طرح مسحور کن عبارت ملتی ہے۔ ان کا اصل غرض و غایت قران حکیم کو فلسفہ جمالیات کی روشنی میں پیش کرنا ہے۔ تفسیر ہذا کی تحریر میں جمالیاتی رنگ بہت نکھر کے سامنے آیا ہے۔ ان کا نقطہ نظر جمالیاتی ہے حسن تفسیر میں مختلف جگہوں پر جمالیات کا ذکر ملتا ہے جو کہ درج ذیل ہیں:

ہستی باری تعالیٰ کا جمالیات کے پہلو سے تعارف

وہ اللہ پاک کی بابرکت ہستی کو بھی اپنی نگاہ حسن سے دیکھتے ہیں اور اس طرح بیان کرتے ہیں ان کی اس حس کا موازنہ دیگر مفسرین سے کیا جا سکتا ہے جیسا کہ سورۃ فاتحہ کی پہلی آیت میں ایک اصطلاح استعمال ہوئی ہے۔ رب العالمین تفسیر عثمانی میں عثمانی اس کی تشریح اس الفاظ میں کرتے ہیں مجموعہ مخلوقات کو عالم کہتے ہیں اس لیے اس کو جمع نہیں لاتے مگر آیت میں عالم سے مراد ہر ہر جنس مثلا عالم جن، عالم ملائکہ، عالم انس وغیرہ وغیرہ ہیں اس لیے ڈاکٹر نصیر احمد ناصر اللہ کے لیے حسن کا استعمال کرتے ہیں وہ اپنے پروردگار کو جمالیاتی نظر سے دیکھتے ہیں جیسا کہ ایک جگہ ناصر لکھتے ہیں: "انسان میں جو جمالیاتی حس ہے یہ بھی الحسن کی طرف سے ہے اور اسی حس کی وجہ سے انسان خوبصورتی پسند کرتا ہے اللہ سبحانہ و تعالی الحسن ہے اس لیے وہ اپنے جمالیاتی تخلیقی شاہکار انسان کا معروض حسن عشق الہ بھی ہے اور رب ذوالجلال و کرام بھی الحسن بیک وقت معبود معشوق بھی ہے اور عاشق الرحمن بھی علاوہ بریں الحسن انسان کو جمالیاتی حس ودیعت کی ہے جس کی بدولت وہ حسن اور خوبصورت چیزوں سے محبت اور الحسن سے عشق کرتا ہے بشرط اس بشرط یہ کہ اس کی جمالیاتی حس زندہ و حرکی ہو"[11] انسان اللہ پاک کی بہترین مخلوق ہے اور اس طرح اللہ رب العزت نے انسان کو ان صلاحیتوں سے نوازا ہے جن سے وہ بھرپور طریقے سے کام لے کر اللہ پاک کے احکامات کو سمجھے اور ان پر عمل پیرا ہو.

قران کی سماعت سے متعلق جمالیات کا پہلو

قران حکیم کو پڑھنے اور سننے کے لیے بھی ایک حسن درکار ہے حسن ہو گا تو اجازت ہو گی جہاں حسن میں جاذبیت پیدا ہوتی ہے وہاں عشق کا ظہور ہوتا ہے اس طرح قرآن کا پڑھنے اور سننے والوں کے لیے حسن نظر حسن سماع نہایت ضروری ہے اور یہی خاص بصارت و سماعت ہماری زندگی کی ارزو اور عبادت کا حاصل ہے اس ضمن میں ناصر لکھتے ہیں: "حسن نظر ہو تو سورۃ فاتحہ حسن و عشق کے جمیل و جلیل اور دل گداز اور بصیرت افروز نظاروں کا زندہ و غرقی معرکہ ہے جسے دیکھیے تو دیکھتے رہ جایئے اور سوچیے تو عالم حیرت و سرگوشی میں گم ہو جایئے..."[12] صاحب تفسیر ڈاکٹر نصیر احمد ناصر نے اللہ پاک سے انسان کا تعلق محبت اور لگاؤ بتایا ہے اور اس تعلق میں حسن کی کار فرمائیاں ہی اصل محرک ہیں عشق کا خوبصورت بیانیہ انسان اور خدا کے تعلق کو مزید واضح کر دیتا ہے کہ یہ بندگی بوجہ الفت و انس ہے اس کی وجوہات دیگر اپنی جگہ مسلم ہوں گی لیکن اس تعلق کی بنیادی شرط محبت ہے۔

جنت اور جنتیوں کے بارے میں جمالیات کا پہلو

صاحب تفسیر نے جنت اور جنتیوں کے بارے میں بھی خوبصورت بیان بزور عشق ہی دیا ہے اس ضمن میں ناصر لکھتے ہیں: "جنت بلاشبہ بے مثال و بے قیاس حسین و دلکش مناظر نظاروں اور نعمتوں سے معمور ہو گی اور اہل جنت گوناں گوں سرور انگیز مشاغل سے لطف اندوز بھی ہوتے رہیں گے لیکن عشق آخر عشق ہے انہیں اپنے معروض حسن و عشق کی حضوری اور رضا اور ہم نظری اور ہم کلامی کی آرزو سب خواہشوں سے شدید ترین ہو گی اور تسکین آرزو کے لیے وہ اپنے جمالیاتی شعور کے اہتمام اور تسکین آرزو کے لیے وہ اپنے جمالیاتی شعور کے اتمام اور مغفرت کی دعا مانگتے رہیں گے اور ان کی دعا قبول ہوتی رہے گی اور الحسن ان کو وہاں بھی قران مجید کے ذریعے جمالیاتی شعور کی تکمیل کا طریقہ بتاتا رہے گا اور ان کی مغفرت یعنی حفاظت فرماتا رہے گا تاکہ وہ اپنے جمالیتی شعور کی ارتقائے مسلسل سے غافل نہ ہونے پائیں"[13]

بسم اللہ میں صفات باری تعالی کے بیان میں جمالیاتی پہلو

"بسم اللہ الرحمن الرحیم" مین اللہ کے نام سے جو ازل سے رحمت بے نہایت کا مالک اور اپنی مخلوقات خصوصا بنی نوانسان کو اپنی رحمت بے پایاں سے ہمیشہ نوازنے والا الرحمن نیز ان پر ہمیشہ ترس کھانے عفو و درگزر کرنے اور بے اندازہ رحم و کرم کرنے والا رحیم ہے۔اس کے مقابلہ میں دیگر ترجمہ کا جائزہ لیا جائے تو فرق سامنے آتا ہے۔[14]

مولانا اشرف علی تھانوی:"شروع کرتاہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں مولانا احمد علی لاہوری اللہ کے نام سے شروع کرتاہوں جو بہت مہربان نہایت رحمت والا ہے"۔[15]

مولانا محمود حسن:"شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے سید مودودی اللہ کے نام سے جو رحمان ورحیم ہیں مندرجہ بالا تمام ترجموں کا جائزہ لیا جائے تو یہ اندازہ لگانا مشکل ہے کہ حسن تفسیر میں دیے گئے ترجمے کو ترجمے کی بجائے تفصیلی ترجمہ کہنا ہی مناسب ہوگا..."[16]

تفسیر عثمانی میں آتا ہے:"مجموعہ مخلوقات کو عالم کہتے ہیں اور اسی لیے اس کی جمع نہیں لاتے مگر ایت میں عالم سے مراد ہر جنس مثلاعالم جن عالم ملائکہ عالم انس وغیرہ وغیرہ اس لیے جمع لانے تاکہ جملہ افراد عالم کا مخلوق جناب بار ہوناخوب ظاہر ہو جائے"[17]

مولانا اصلاحی لکھتے ہیں:" رب کے معنی پرورش کرنے والے اور مالک وآقا کے آتے ہیں یہ دوسرا مفہوم اگرچہ پہلے ہی مفہوم سے اس کی ایک لازمی نتیجہ کے طور پر پیدا ہوا ہے کیونکہ جو ذات پرورش کرنے والی ہے اس کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ مالک اور حق ہے۔[18]

سید مودودی لکھتے ہیں رب کا لفظ عربی زبان میں تین معنوں میں بولا جاتا ہے مالک، آقا، مربی پرورش کرنے والا، خبر گیری، نگہبانی کرنے والا اور تیسرا فرمارواحاکم مدبر منتظم ان سب معنوں میں کائنات کا رب ہے"[19] مفتی محمد شفیع اس آیت کی تقریباڈھائی صفحات پر تفسیر بیان کرتے ہیں:

"اس میں رب العالمین کے لغوی معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں رب العالمین کا معنی یہ ہوئے کہ اللہ تمام اجناس کائنات کی تربیت کرنے والے ہیں اور یہ بھی کوئی بعید نہیں کہ جیسا کہ یہ ایک عالم ہے جس میں ہم بستے ہیں اس کے نظام شمسی و قمری اور برق وباران اور زمین کی لاکھوں مخلوقات کا ہم مشاہدہ کرتے ہیں[20]" اکثر تفاسیر میں یہی اسلوب پایا جاتا ہے جبکہ حسن تفسیر میرے رب العالمین کی تفسیر صفحہ 358 سے صفحہ 430 تک پھیلی ہوئی ہے

رب العالمین کے معنی بیان کرتے ہوئے جمالیاتی پہلو

پہلے لغوی تشریحات کے عنوان سے مستند لغات کی مدد سے لغوی معنی متعین کیے گئے ہیں پھر قرانی تشریحات بوسیلہ کلید لغات قران پیش کی گئی ہیں اس کے بعد آیت بالہ کی جمالیاتی تفسیر کی گئی ہے۔ڈاکٹر نصیر احمد ناصر لکھتے ہیں:

" اللہ تعالی کل مخلوقات کا الہ اور رب ہے اس لیے وہ الحسن ہے اور حسن میں عشق مصمر ہوتا ہے امتزاج حسن و عشق کے تین بڑے مظاہر ہیں رحمت الوہیت اور ربوبیت اسے اپنے جملہ حسین مخلوقات خصوصاصاحب ارادہ اور اختیار انسان سے عشق ہے جو اس کا جمالیاتی تخلیقی شاہکار ہے وہ بیک وقت ہمارا معشوق بھی ہے اور عاشق بھی اور انسان اس حقیقت کا روزِ بلیٰ اور شہود سے عین الیقین باشعور رکھتا ہے"۔[21]

دین کے جامع تصور بیان کرتے ہوئے جمالیاتی پہلو

آیت:"اھدنا الصراط المستقیم"(سورۃ الفاتحہ ١:٦) کی وضاحت کرتے ہوئے ناصر لکھتے ہیں:"ہمیں تجھ سے عشق ہے اس لیے ہمیں تیری لقاء و حضوری اور قرب ورضوان کی آرزو ہے، لیکن ہمیں خدشہ ہے کہ ہمارا حریف پیدائشی، شیطان معنون کہیں اپنی وسوسہ اندازی اور جمالیاتی فریب کاری سے ہمیں کفر و شرک، نفاق و بخل اور فحشاء و منکر کی راہوں پر نہ لگادے۔ کہیں وہ

فرعونوں، ہامانوں، قارونوں اور آزروں کی راہوں کو حسین بنا کر نہ دکھادے اور گمراہ نہ کر دے۔ لہذا ہماری استدعا ہے کہ تو اپنے فضل و کرم سے ہمیں صراط مستقیم پر لگادے۔"[22] ڈاکٹر صاحب نے تمام گوشہ ہائے زندگی پر محیط ایک مکمل دین کا تصور پیش کیا جس کی بنیاد حکومت الہیہ کا قیام ہے۔ ان کے پیش نظر دین اسلام کو جامع انداز میں پیش کرنا تھا اس لیے انھوں نے اپنی تفسیر میں ان روایتی موضوعات پر زیادہ توجہ نہیں دی، جنھیں عام طور پر مفسرین کرام پیش کرتے رہے ہیں۔ صاحب تفسیر ان موضوعات کو دانستہ طور پر اس لیے زیر بحث نہیں لائے کہ ان کا مقصد نئی نسل کو قرآن کا پیغام پہنچانا تھا۔ لسانی موشگافیوں میں الجھانا نہیں تھا۔ چند مقامات پر لغت سے متعلق مختصر مباحث موجود ہیں جن سے لغت، صرف اور نحو میں ڈاکٹر صاحب کی مہارت اور دسترس کا اندازہ ہو تا ہے۔

قرآن کے عجائبات کو بیان کرتے ہوئے جمالیاتی پہلو

قرآن کے عجائبات کو بیان کرتے ہوئے ناصر لکھتے ہیں: "یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ قرآن حکیم جو رب علیم و حکیم کی احسن و اکمل اور جامع ومانع کتاب البشریات ہے، صحرائے عرب کے ایک امی بشر پر قریباً تئیس برس کے طویل عرصے میں تدریجاً نازل ہو تا رہا، ظاہر ہے اس طویل مدت میں آپ ﷺ کے نظریات و معتقدات، افکار و تخیلات، معقولات و مدرکات، احساسات و جذبات اور مشاہدات و تجربات کی نوعیت میں تغیر و تبدل کا پیدا ہو جانا اور اس کے نتیجے میں قرآن مجید میں بھی اختلافات و تضادات کا پایا جانا بشری منتقضیات میں سے تھا لیکن ایسا نہیں ہوا جو اس اصل عظیم کا زندہ اور نا قابل تردید ثبوت ہے کہ قرآن مجید بشر کا نہیں رب عالم الغیب والشہادۃ کا کلام ہے، لہذا ہر سہو و خطا اور اختلاف و تضاد سے منزہ و پاک ہے ۔ قرآن کریم ایک ہمہ گیر ہدایت ہے جو تمام اقوام عالم کو فیض دیتا ہے ۔ اس میں زندگی کے تمام معمولات کی انجام دہی کے لیے رشد و ہدایت موجود ہے۔"[23]

قرآن پاک کی خوبی بیان کرتے ہوئے جمالیاتی پہلو

حسن تفسیر کے مقدمہ میں ناصر یوں رقمطراز ہیں: "قرآن حکیم کی ایک امتیازی خوبی یہ ہے کہ وہ الفرقان یا میر فی حق وباطل ہے (الفرقان:25)۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ انسان کے رشد و ہدایت کی خاطر ادیان و مذاہب عالم اور قدیم و جدید فلسفیانہ مکاتب فکر میں پائے جانے والے موحدانہ اور مشرکانہ، حقیقی و باطل اور حسین و قبیح عقائد و نظریات میں امتیاز کرتا ہے۔ کبھی دلیل و برہان سے، کبھی بصیرت افروز تلمیحات و اصطلاحات، اشارات و کنایات، استعارات و تشبیہات، اور امثلہ و محاکات کے ذریعے، جن کو ان کے تاریخی پس منظر میں واضح طور سے سمجھنے اور حقیقت نفس الامری تک پہنچنے کے لیے ادیان و مذاہب عالم اور قدیم وجدید فلسفیانہ وعلمی مکاتب فکر کا تقابلی جائزہ الیہ یا پیرو سر میں امیاز کرنا از بس دشوار بلکہ محال ہو گا۔"

دین حق کا تصور بیان کرتے ہوئے جمالیاتی پہلو

عشق کا مادہ انسان کی گھٹی میں پڑا ہوا ہے۔ انسان اپنے محبوب حقیقی سے قرب چاہتا ہے جو عشق جیسے جذبہ طہور کے بغیر ممکن ہی نہیں۔ جب تک انسان اپنے اللہ سے عشق نہیں کرتا اس وقت تک اس کا دین مکمل نہیں ہوتا۔ رضائے الہی، عشق الہی کے بغیر ممکن نہیں۔ انسان اور اللہ پاک کا تعلق محب اور محبوب کا ہے جس میں اپنی ذات کو فنا کے مقام تک لے جا کر محبوب کی رضا طلبی درکار ہوتی ہے اور جو شخص پنی ذات کو اپنے پروردگار کی رضا میں فنا کر دیتا ہے وہی اس کا حقیقی بندہ و عاشق ہے۔ یہ عشق ہی دین حق کی بنیادی شرط اور بنیادی تقاضا ہے۔ اس ضمن میں سورۃ الفاتحہ کی آیت نمبر ۴ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے ناصر لکھتے ہیں:

> "عشق کے بغیر عبادت ایسی ہے جیسے روح کے بغیر مورتی ہو؛ یا مغز کے بغیر بادام۔ جب ہم اپنے رب علیم وخبیر سے کہتے ہیں کہ ایاک نعبد وایاک نستعین ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد

مانگتے ہیں، تو ہمیں اپنے نفس کا تجزیہ کر کے معلوم کرنا چاہیے کہ آیا ہم جو کچھ کہتے ہیں سچ کہتے ہیں یا جھوٹ۔ ہمیں اس حقیقت سے آگہی ہونا چاہیے کہ سچی عبادت کا مطلب انسان کا اپنے الہ درب کا بندہ تسلیم ورضا، متوکل اوراہل آرزو بن کر اس کی حمد وطاعت اور اس کے احکام کی تعمیل کرنا ہے۔ حسن تفسیر میں عشق کے اس مضمون کو تسلیم ورضا کے پیکر میں بیان کیا گیا ہے، کہ جب تک ہم اپنی رضا کو اپنے رب کے سپرد نہیں کر کر دیتے اس وقت تک بندگی کی تعمیل نہیں ہوتی۔ عشق کی منازل خود سپر گی میں مضمر ہیں یعنی اپنے رضا کو اپنے محبوب کے سپرد کر دیناہی اصل عشق ہے۔[24]

عشق الٰہی کا تصور بیان کرتے ہوئے جمالیاتی پہلو

عشق الٰہی کے بیان میں ناصر مزید لکھتے ہیں:"اسلام در اصل راہ عشق ووفا ہے، جسے راہ تسلیم ورضا سے بھی تعبیر کر سکتے ہیں؛ اور عشق عبارت ہے خود سپردگی سے؛ اور خود سپردگی کا مطلب ہے صدق واخلاص، اطاعت کامل وبندگی، ایثار وقربانی اور تسلیم ورضا۔ اس سے مستنبط ہوا کہ عابد اپنے معروض حسن وعشق (آلہ) کا عاشق وپرستار ہوتا ہے، اور اس کے عشق میں اسے اپنے جان ومال کی پروانہیں ہوتی نہ نام ونمود کی۔ اسے غیر اللہ کا خوف ہوتا ہے نہ مال وجانوغیرہ کے نقصان غم۔"[25]

مرد مومن کی صفات بیان کرتے ہوئے جمالیاتی پہلو

حسن تفسیر ڈاکٹر ناصر احمد ناصر کی ایسی تفسیر ہے جو عہد حاضر میں قاری کو نہ صرف قرآن کی تعلیم دیتی ہے بلکہ اسے اسلام اور قرآن کے احکامات کے مطابق زندگی بسر کرنے کا درس بھی دیتی ہے۔۔ صاحب تفسیر اپنی اس کتاب میں جابجا قرآن کے احکامات پر عمل پیرا ہونے اور زندگی کو حکم الٰہی کے مطابق بسر کرنے کی تبلیغ کرتے ہیں۔ سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۱۱۹ کی تفسیر میں مرد مومن کی صفات کو بیان کرتے ہوئے ناصر لکھتے ہیں:

> "بہر حال مومن وہ ہیں جو رب رحمن کے حسن کلام آخر کا مطالعہ اور اس میں تدبر اس غرض سے کرتے ہیں کہ اس کے قوانین واحکام اور تعلیمات کو احسن واکمل طور پر سمجھ کر ان کے مطابق حیات طیبہ بسر کریں؛ نیز اس کے علوم با قائدہ سیکھتے رہیں تا کہ تا کہ ان کی روشنی اور قوت کی بدولت مادی ومعنوی ترقی کرتے رہیں۔ اس حقیقت عظمیٰ کو تسلیم بالیقین وعمل کرناہی ایمان ہے، لیکن جو لوگ ایسا نہیں کرتے وہ مادی ومعنوی ترقی

اور دنیوی واخردی حسنہ سے محروم ہیں اور رہین خوف وخزن میں رہتے ہیں۔" راین حوف وخزان میں رہتے ہیں۔"[26]

تقویٰ پر تبصرہ کرتے ہوئے جمالیاتی پہلو

شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے اور کے دھوکوں اور فریب سے بچنے کا ایک ذریعہ یہ ہے کہ انسان راہ تقوی اختیار کرے۔ اس سے وہ اپنے معبود کی رضا حاصل کرے گا جس کے نتیجے کے طور پر اسے اللہ پاک کا قرب حاصل ہو۔ حسن تفسیر کی ایک نمایاں صفت ہے کہ اس میں قاری کے لیے رہنمائی اور درس موجود ہے۔ یہ کتاب اس میں مذہب کو آسان پیرائے میں سیکھنے اور ایمان کو پختہ کرنے کے لیے کارگر رہے۔ حسن تفسیر میں شیطان کے جمالیاتی فریب سے بچاؤ اور یوم حساب کا بیان جابجا ملتا ہے اور صاحب تفسیر نے اس حوالے سے تقوی اختیار کرنے کا درس دیا ہے۔ اس سلسلے میں حسن تفسیر میں ناصر لکھتے ہیں:

> "تقوی قرآن حکیم کی اہم ترین اصطلاحات میں سے ہے اور اس کی روسے جہاں احسن والعشق، کی حسین وفطری شاہراہ پر اطمینان قلب وجاں کے ساتھ چل کر اپنی منزل مقصود پر پہنچنے کا معنی پایا جاتا ہے وہاں اس میں رہزن ایمان و آرزو حریف آدم۔ شیطان کے وسوسوں اور جمالیاتی دھوکوں سے گریزاں و

ترساں رہنے اور قدرت کے قانون، مکافات عمل، یوم الدین اور عذاب النار سے ڈرنے کا مفہوم بھی پایا جاتا ہے۔[27]"

طہارت کی اہمیت کا بیان میں جمالیاتی پہلو

نجاست اور گندگی بد فعلی اور گناہ کو جنم دیتی ہیں جبکہ پاکیزگی نیکی اور اچھائی سے ساتھ منسلک ہے۔ جسم کی گندگی کا اثر قلب و روح پر بھی ہوتا ہے اور اسے طرح اگر جسم پاک و مطہر ہے تو قلب و روح پر بھی اس کے مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اسلام پاکیزگی کا مذہب ہے اور طہارت کا درس دیتا ہے، وہی شخص اللہ پاک کے ہاں مقبول ہوگا جو ہر طرح سے پاک اور ہر طرح کی قلبی و جسمی نجاست سے دور ہے۔ انسان اپنی فطرت میں زندگی کے معاملات میں بھی اس وقت تازہ دم اور صحت مند ہوتا ہے جب وہ جسمانی طور پر پاک ہوتا ہے اور اس کا دل بھی ہر طرح کی آلائشوں سے مطہر ہو۔ ڈاکٹر نصیر احمد ناصر نے بھی محسن تفسیر میں قرآن کے فہم و ادراک کے لیے طہارت کو ایک بنیادی جزو اور لازمی امر قرار دیا ہے، حسن تفسیر کے مقدمہ میں ناصر لکھتے ہیں:
" قرآن مجید چونکہ مظہر و منیر ہے، لہذا اس کے انوار یا آیات کے معانی و مطالب اور اسرار در رموز کو دیکھنے اور سمجھنے کے لیے قلب کو مطہر و منور اور اس کی چشم کا منیر ہوتا ناگزیر ہے ایسے قلب کو قرآن نے قلب سلیم سے تعبیر کیا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ قلب اپنی فطری حالت پر ہو تو وہ ہر قسم کی بیاری دسیہ سے پاک و منزہ اور حسین و منور ہوتا ہے اور اس کے نتیجے میں دو اور نفس دونوں صحت مند و فعال اور مطمئن ہوتے ہیں۔ اور دوسرے اہل جنت، اولیاء اللہ اور اہل تسلیم و رضا سے ہوتا ہے۔[28]

اجابت دعا میں جمالیاتی پہلو

اللہ پاک رب غفور الرحیم ہے، وہ اپنے بندوں سے یہ چاہتا ہے کہ وہ اس کے حضور دعا کریں یعنی اس سے طلب کریں اور وہ ان کی دعاوں کو مستجاب کرے۔ ڈاکٹر نصیر احمد ناصر اپنی کتاب حسن تفسیر میں دعا کرنے کے عمل کو سوش عشق سے تعبیر کرتے ہیں، ان کے مطابق دعا کے نے کا عمل اور اس کی قبولیت کا عمل اللہ اور بندے کے درمیان باہمی کرے۔ سورۃ البقرہ کی آیت نمبرے ۱۲ کی تفسیر میں ناصر (۵۰) کیسے کیا۔ محبت کا عمل ہے اور اس محبت کا تقاضا ہے کہ اللہ پاک انسان کو بار بار یہ موقع فراہم کرتا ہے کہ وہ اس سے طلب کرے۔ سورۃ البقرہ کی آیت نمبرے ۱۲ کی تفسیر میں ناصر لکھتے ہیں:

> "ہمیں اپنے رب عاشق سے بحر حال دعا مانگتے رہنا چاہیے کہ ایک تو اجابت دعا کی منتظر رہتی ہے، دوسرے دعا سے بڑھ کر کوئی اور شے مشکل کشا اور محبوب الٰہی نہیں ہے ۔ وجہ یہ ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالی رب عاشق ہے، اس کا سوز عشق ہے کہ وہ اپنے ان بندوں کی طرف دس قدم آگے بڑھتا ہے جو ایک قدم اس کی طرف بڑھتے ہیں تا کہ ان کی توبہ قبول کرے، ان پر لطف و کرم کرے اور ان کے گناہوں کے اثرات کو محو کر دے اور ان میں اپنے عشق کی شمع فروزاں کر دے تا کہ وہ اس کے جمالیاتی ۔ تخلیقی شاہکاروں سے محبت و احسان اور اس کی جائے لقاء جنت قرۃ العین کی طرف سفر زندگی کرتے رہیں۔"[29]

تعوذ کی اہمیت بیان کرتے ہوئے جمالیاتی پہلو

اللہ پاک کا ذکر کرنا ہمارے لیے باعث رحمت ہے اور یاد الٰہی بندہ مومن کے لیے نبض حیات ہے جو اسے زندہ رکھتا ہے۔ اللہ پاک کی یاد حیات قلب سے معمور ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ جس دل میں اللہ پاک کی یاد تازہ ہے یعنی جو شخص اللہ پاک کو یاد کرتا ہے وہ اس بات سے کبھی غافل نہیں رہ سکتا کہ وہ بندہ ہے اور اس کا مختار اللہ رب العزت ہے۔ وہ خود کی حیثیت بھی جانتا ہے

اور اپنے پروردگار کے مرتبہ سے بھی خوب آشنا ہے۔ڈاکٹر نصیر احمد ناصر حسن تفسیر میں سورۃ الفاتحہ کی تفسیر میں تعوذ کی اہمیت بیان کرتے ہوئے ناصر لکھتے ہیں:

"یاد الٰہی سے قلب کی آنکھ روشن ہو جاتی ہے اور وہ شیطان اور اس کے جمالیاتی دھوکوں اور وسوسوں کو فوراً پہچان لیتی ہے، دوسرے اللہ کی پناہ مانگنے کا مطلب اس کو یاد کرنا یا اس کی یاد کو حرز ضان بنانا ہے؛ نیز اس کے حسن کلام آخر کا تلمیذ بنا اور پورے کا پورا دائرہ اسلام میں داخل ہونا ہے۔"[30]

زندگی پر تبصرہ کرتے ہوئے جمالیاتی پہلو

زندگی کو حسن و عشق سے عبارت کرتے ہوئے ناصر مزید لکھتے ہیں:"زندگی حقیقت میں سفر حسن و عشق ہے اور نفس انسانی مسافر ہے جسے مہاجر بھی کہہ سکتے ہیں۔مہاجر اصل میں وہ ہے جو معروض حسن و عشق(object of beauty and love) کے عشق میں اس کی طرف سفر کرنے والا ہو۔یہ مہاجر لی اللہ یا مسافر حسن و عشق ہی حیات طیبہ بسر کرتا ہے۔یہی اپنے معبود و مقصود حیات اور رب عاشق کا منظور نظر اور دوست ہوتا ہے۔"[31]

نعمتوں کے بیان میں جمالیاتی پہلو

اللہ رب العزت نے ہمیں بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے اور وہ قرآن حکیم میں جابجان نعمتوں کا ذکر کرتا ہے کہ ہم اپنے پروردگار کے شکر گزار رہیں۔ان نعمتوں میں رزق ہی نہیں بلکہ نعائم فطرت بھی شمار ہیں جیسا کہ ہوا،چاہیے۔جان لیں اور سمجھ لیں کہ اللہ پاک کے بے شمار احسانات کے بدلے میں ہمیں اللہ پاک کا شکر گزار بندہ بن کر رہنا چاہیے۔حسن تفسیر میں ناصر لکھتے ہیں ۔"رب العالمین بار بار اور ہر موقع پر اپنے قائم کر وہ خلیفہ الارض انسان میں اس اصل عظیم کا ایقان و ادغان پیدا کرنے کی خاطر اسے جتاتا ہے کہ اس نے اپنی جملہ امتیں (شاہ ارض، کوہ و دشت، دریا، سمندر، جنگلات، جانور، مال و منال، معدنیات، ہر قسم کی پیداوار، اشجار، اناج، ثمرات، پانی، ہوا الغرض جملہ ذرائع پیداوار) اپنے جملہ بندوں کے لیے پیدا کی ہیں اور وہی (اللہ) ان کا حقیقی مالک ہے، لہذا ان سے مستفید ہونے کا سب کو مساوی حق ہے۔"[32]

استعانت صلوۃ کے بیان میں جمالیاتی پہلو

نماز انسان کے لیے بہترین وسیلہ ہے کہ وہ اپنے پروردگار کی بندگی میں آجائے اور خود کو اس ذات واحد کے سامنے پیش کرے۔ اللہ تعالی نے بارہا قرآن مجید میں نماز قائم کرنے کا حکم دیا ہے کہ یہ ایک لازمی امر ہے جو بندے کو اس کے رب کے قریب کر دیتا ہے۔حسن تفسیر کا امتیاز ہے کہ یہ اپنے پڑھنے والو کو احکامات ائی کا پانی ہونے کا درس دیتی ہے۔اس ضمن میں ناصر لکھتے ہیں۔ "صلوۃ اپنے ناظور جمیل اور رب عاشق کی بناء محسین، تشکر و سپاس، پرستاری و گر دیدگی اور اطاعت و بندگی کا۔بڑا ہی حسین و دل انگیز اظہار ہے؛ نیز یہ اس کے قرب رضوان رحمت و مغفرت اور ہدایت و نصرت حاصل کرنے کا وسیلہ بھی ہے۔یہ حقیقت ہے جسے پیغمبر اعظم و آخر نے اپنے ایجاز بلاغت میں اس طرح بیان کیا ہے۔**وجعلت قرة العيني في الصلوة**۔"اور نماز میں میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔"[33]

خلاصہ کلام

"حسن تفسیر" کے تمام اہم مباحث کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان اور کائنات قدرت کے حسین راز ہیں۔جن کا حل پیچیدہ، اور خالق کائنات کی تلاش پیچیدہ تر ہے۔اسی طرح انسان، کائنات اور خالق انسان و کائنات کے درمیان تعلق کی تلاش فلاسفہ کا محبوب مشغلہ ہے۔جو ہمیشہ سے اس پیچیدہ مسئلہ کو حل کرنے میں کوشاں رہے ہیں۔مصنف "حسن تفسیر" بنیادی طور پر فلسفی ہیں اور وہ فلسفۂ جمالیات کی راہ میں ان سوالات کا جواب کھوجتے ہیں۔حسن و جمال کائنات، انسان اور ان کے خالق کے درمیان نقطہ اتصال

ٹھہرا۔ اللہ جمیل ویحب الجمال اور انسان خدا کی حسین و جمیل تخلیق جو حسن کا عاشق وشیدا ہے اور کائنات کے حسن سے خالق کے حسن و جمال تک پہنچنا اس کا مقصد حیات ہے۔ انسان فطرتاً و طبعتاً حسن کی طرف کھنچتا ہے لیکن یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ جس معاشرے میں رہے اسے حسین نہ بنائے؟ مصنف نے انسانی معاشرے کا حسن، اعلی اخلاق میں تلاش کرتے ہیں۔ انسان اخلاق حسنہ اپنے آپ کو مزین کرتا ہے اور نتیجہ معاشرے کا حسن دوبالا ہو جاتا ہے۔ مصنف کے نزدیک معاشرے کو حسین بنانے میں نظام صلوۃ کا مرکزی کردار ہے۔ اس کے علاوہ ادارۂ زکوۃ، ادارہ امر بالمعروف اور ادارہ نہی عن المنکر بھی معاشرتی حسن، تخلیق کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ معاشرے میں فضائل اخلاق کے ساتھ ساتھ رذائل بھی موجود ہوتے ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حسن کا متلاشی ان قبیح اور مکروہ اعمال میں کس طرح مبتلا ہو جاتا ہے مصنف اس مسئلہ کو اس طرح حل کرتے ہیں کہ شیطان ان قبیح اعمال کو حسین بنا کر دکھاتا ہے جو کہ ایک جمالیاتی فریب کے سوا کچھ نہیں۔ انسان دھوکے سے ان قبیح اعمال کو حسین سمجھ لیتا ہے اور حسن و سرور کی تلاش میں ان میں مبتلا ہو جاتا ہے جس طرح ابلیس نے جنت میں آدم و حوا کو شجر ممنوعہ کی لذت سے اشنا کرنے کے لیے جمالیاتی فریب کاری سے کام لیا تھا اور دونوں کو بہکانے میں کامیاب ہو گیا تھا اس جمالیاتی فریب سے نکلنے کا راستہ توبہ اور توحید پر کاربند ہوتا ہے جس کے باعث انسان اور معاشرے دونوں ارتقا کے راستے پر چل پڑتے ہیں۔ حسن تفسیر میں اللہ پاک کے پیغام کو واضح طور پر بیان کیا گیا ہے اور قرآن کے نکات کو بیان کرنے کے مقصد سے لکھی گئی ہے۔ اس کتاب میں اسلام کو توحید کا نقیب اور علم بردار قرار دیا گیا ہے اس لحاظ سے ہم اسے دین توحید سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ توحید در حقیقت دین کی روح ہے۔ توحید نہ رہے تو دین بے روح یا مردہ ہو جاتا ہے تاریخ ادیان عالم اور قرآن شاہد ہیں کہ ابتدا میں نوع انسانی کا دین ایک ہی تھا اور وہ دین توحید تھا لیکن زمانے کی ریشہ دوانیوں اور خاص طور پر پیشوائیت نے شرک کی بنیاد رکھی اور اس طرح دین میں شرک کی آمیزش ہونے لگی۔ اس طرح لوگ رفتہ رفتہ اکابر اور خود ساختہ معبودوں کی پرستش کرنے لگے۔ حسن تفسیر میں صاحب تفسیر نے اصل عظیم ہستی کو اپنی فکر و نظر کا محور بنایا ہے اور جابجا دقیق نکات کو بحوالہ قرآن واضح کیا ہے ڈاکٹر نصیر احمد ناصر کے مطابق قران حسن بھی ہے اور ساتھ ہی ساتھ آئینہ حسن بھی اس بنا پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ ایک ایسا آئینہ ہے جو حسن حق ہے اور اسی کی بنا پر اس کائنات کی تمام تر اشیاء حسین ہیں یہ کائنات کے تمام تر بھید ہم پر عیاں کرتا ہے اور رب رحمن کی صفات بھی ہم پر واضح کرتا ہے قرآن ان تمام تر معاملات کی تفسیر ہے اور حسن تفسیر کا انداز بیان بھی جمالیاتی ہے جو قران کریم کے کلام احسن کو بخوبی بیان کرتا ہے حسن تفسیر میں صاحب تفسیر نے قران کی تعلیمات کو ایک فطری رنگ میں بیان کیا ہے یہ تفسیر بنیادی طور پر صرف ایک تفسیر نہیں بلکہ قران فہمی کی تحریک ہے جو دور حاضر کے تقاضوں کے عین مطابق ہے۔

References

[1] Webster Dictionary, 15.
[2] Dr. Naseer Ahmad Nasir, *Ḥusn-e-Tafseer* (Lahore, Feroz sons, 1993), 25.
[3] Nasir, *Ḥusn-e-Tafseer,* 1:64.
[4] Nasir, *Ḥusn-e-Tafseer*, 1:25.
[5] Nasir, *Ḥusn-e-Tafseer*, 1:29.
[6] Nasir, *Ḥusn-e-Tafseer*, 1:50.
[7] Nasir, *Ḥusn-e-Tafseer*, 1:432.
[8] Nasir, *Ḥusn-e-Tafseer*, 1:485.
[9] Nasir, *Ḥusn-e-Tafseer*, 1:390.
[10] Nasir, *Ḥusn-e-Tafseer*, 1:19.
[11] Nasir, *Ḥusn-e-Tafseer*, 1:165.

[12] Nasir, *Ḥusn-e-Tafseer*, 1:166.
[13] Nasir, *Ḥusn-e-Tafseer*, 1:25.
[14] Nasir, *Ḥusn-e-Tafseer*, 1:222.
[15] Ashraf Ali Thānvi, *Bayān al-Quran* (H. M.Saeed & Co), 1.
[16] Usmānī, *Tafseer-e-Usmānī* (Karachi: Dār al-Tasneef, 1975), 2.
[17] Usmānī, *Tafseer-e-Usmānī,* 27.
[18] Amin Ahsan Islāhī, Tadabbur-e-Quran (Lahore: Farān Publications, 1987), 54.
[19] Syed Abā al-'Alā Mawdūdī, Tafheem al-Quran, 83,
[20] Mufti Muhammad Shafi', Ma'ārif al-Quran (Karachi: Idāra al-Muārif, 2001A.D), 81.
[21] Nasir, *Ḥusn-e-Tafseer*, 1:345.
[22] Nasir, *Ḥusn-e-Tafseer*, 1:27.
[23] Nasir, *Ḥusn-e-Tafseer*, 1:85.
[24] Nasir, *Ḥusn-e-Tafseer*, 1:585.
[25] Nasir, *Ḥusn-e-Tafseer*, 1:583.
[26] Nasir, *Ḥusn-e-Tafseer*, 3:194.
[27] Nasir, *Ḥusn-e-Tafseer*, 1:34.
[28] Nasir, *Ḥusn-e-Tafseer*, 1:35.
[29] Nasir, *Ḥusn-e-Tafseer*, 3:204.
[30] Nasir, *Ḥusn-e-Tafseer*, 1:203.
[31] Nasir, *Ḥusn-e-Tafseer*, 3:16.
[32] Nasir, *Ḥusn-e-Tafseer*, 1:41.
[33] Nasir, *Ḥusn-e-Tafseer*, 3:75.